بسم اللہ الرحمن الرحیم

راستی موجب رضائے خداست

سچ

لکھنؤ سے ہر جمعہ کو نکلتا ہے

قیمت سالانہ : ۳؍

بیرون ہند ۶ شلنگ

فی پرچہ ۱؍

جلد ۲	۱۵ - جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ - یکم جنوری ۱۹۲۶ء	نمبر

سچی باتیں

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا، کہ ندوہ نے اپنے اجلاس اجابلہ میں ایک تجویز منظور کی ہے، کہ ہندوستان کے بعض حصوں کے مسلمان اپنی لڑکیوں کو شرعی ترکہ نہ دینے کا جو مستقل رواج ہے، اُسے مٹایا جائے، اور قانونِ حکومت میں ایسی ترمیم کرائی جائے، جس سے ہر مسلمان لڑکی اپنا شرعی ورثہ اپنے عزیزوں سے حاصل کرسکے۔ کیا یہ چیز ایسی تھی کہ اس کے لیے ایک مجلس علماء کو اپنے ہاں خاص قرارداد پاس کرنے کی ضرورت ہوئی؟ کیا یہ مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق فقہا و علماء کی ذاتی رائے و قیاس سے ہے؟ کیا یہ شریعت کا کوئی اختلافی مسئلہ ہے؟ کیا اس میں بھی حنفی و شافعی، مقلد و غیر مقلد، سنی و وہابی، اہل حدیث و اہل قرآن کی رائیں جدا جدا ہیں؟ کیا کسی گروہ علماء کے نزدیک لڑکیوں کا حصہ شرعی ثابت ہے، اور کسی کے نزدیک نہیں بھی؟

ان تمام سوالات کے جواب میں، سورۂ نساء کا تیسرا رکوع، کھول کر سب کے سامنے آجاتا ہے، جسکی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے، کہ اللہ تمہیں تمہاری اولاد کی وراثت کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے، کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہو۔ | یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین

اور جس میں زن و مرد، تمام حصہ داروں کے حصوں کی تفصیل درج ہے۔ اسکے سمجھنے کے لیے کسی حدیث کی جانب رجوع کرنے کی حاجت نہیں، تفسیروں کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں، فقہ کی بحثوں میں پڑنے کی احتیاج نہیں، محض قرآن کی عبارت پڑھ لینی، کافی اور بالکل کافی ہوگی۔ اور اگر آپ عربی سے واقف نہیں، تو کسی مترجم قرآن کا محض ترجمہ پڑھ کر اپنا اطمینان کرلیجیے۔ رکوع کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے، کہ یہ جو کچھ احکام مذکور ہوئے، یہ سب

تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنٰت تجری من تحتہا الانہار خٰلدین فیہا وذٰلک الفوز العظیم۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین

اللہ کی حد بندیاں ہیں، پس جو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلے گا، اسکے لیے جنت ہے جسکے نیچے نہریں پڑی بہہ رہی ہونگی، اور وہاں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جو کوئی خدا اور اُسکے رسول کے حکم پر نہ چلیگا، اور اُسکی حد بندیوں کو توڑیگا، ایسوں کو وہ آگ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسوں کے لیے ذلت دینے والا عذاب تیار ہے۔

یعنی اس حصہ بانٹ کو کچھ ایسی ویسی چیز نہ سمجھنا، یہ اللہ کے آہنی و قطعی احکام ہیں، جن سے ادنیٰ سرتابی بھی انسان کو سخت سے سخت عذاب آخرت میں ڈالنے کے لیے بالکل کافی ہے۔

کیا کچھ مسلمان ایسے ہیں، جو اس قدر واضح حکم، اس قدر تاکیدی فرمان، ایسی شدید وعید کے باوجود بھی اس حکم سے نہ صرف عملاً سرتابی و سرکشی کرتے ہیں، بلکہ اسکے مقابلہ میں اپنے خاندانی دستور و رواج کو بطور سند و

دلیلیں پیش کرتے ہیں، اور پھر زبان سے اپنے تئیں مسلمان بھی کہے جاتے ہیں؟ کیا سچ ہے اس قسم کے مسلمانوں کی ابھی بڑی تعداد موجود ہے۔ کیا یہ مسلمان بھی قرآن کو روزانہ نہیں دیکھتے؟ یا ان لوگوں کے پاس قرآن کے جو نسخے موجود ہیں، ان میں سے (نعوذ باللہ) مذکورۂ بالا رکوع کا رکوع غائب ہو چکا ہے؟ یا ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے، کہ قرآن محض تبرک کا، چوم چاٹ لینے کے لیے ہے، نہ اس لیے کہ اسے سمجھا جائے، اور اس پر عمل کی کوشش کی جائے؟ کیا یہ لوگ علماء کے وعظ سے کبھی استفادہ نہیں کرتے؟ یا جو علماء ان کے سامنے وعظ بیان فرماتے ہیں، وہ ان لوگوں کے خوف سے کبھی اس قسم کے مسائل کے بیان کرنے سے قصداً پہلو بچا جاتے ہیں؟ یا یہ علماء کہیں اس سے تو نہیں ڈرتے، کہ اگر اسلامی قانون نافذ ہو گیا، تو خود انہیں بھی اپنی جائدادوں میں اپنی بہنوں اور لڑکیوں کو شریک کرنا پڑے گا؟ کیا اس قسم کے مسلمانوں پر حضرات صوفیہ کا کوئی اثر نہیں؟ کیا ایسے لوگ کسی شیخ کے مرید نہیں ہوتے؟ یا یہ مشائخ ان لوگوں کو شریعت الٰہی کی جانب بلانا، اپنے آئین طریقت کے حدود سے باہر اور اپنی مصلحتوں کے خلاف سمجھتے ہیں؟ کیا اللہ کے عبارت صریح، اور اس کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں، خاندان کا رواج، بزرگوں کا دستور، کوئی شے اس قابل ہے، جسے کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی پیش کرنے کا خیال تک کر سکے؟ ہم آج ترکوں پر اعتراض کر رہے ہیں، کہ انہوں نے حکومت کے زور سے قانون شریعت کو مسخ کر دیا ہے، لیکن خود ہم نے معلوم ہو کہ اس میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہے؟ ہم انگریزوں کو کوستے ہیں، کہ وہ ہماری مقدس شریعت کو پامال کر رہے ہیں، لیکن کیا خود ہم اس معاملہ میں کچھ کوتاہی کر رہے ہیں؟ ظاہر ہے، کہ جب اپنوں کے ہاتھوں شریعت کی یہ توہین ہو گی، تو بیگانے اسکے مٹا ڈالنے میں جتنی بھی زیادتی کریں، سب برداشت کرنی ہو گی۔ "م"

بعض الفاظ

سچ، نمبر ۴۸ کے صفحہ ۲ پر ایک جگہ یہ عبارت درج ہوئی تھی:

"کانفرنس نے اوپر کی سطروں میں خدا کی جن شاطرانہ چالوں کی جانب اشارہ کیا ہے، اسی مفہوم کو قرآن پاک میں ان کیدی متین (ہماری ترکیبیں بڑی ہی استادانہ ہوتی ہیں) سے ادا کیا ہے۔"

یہ عبارت، سچ کے پڑھنے والے ایک بھائی کو مذہبی حیثیت سے قابل گرفت معلوم ہوئی، اور انہوں نے اس کے متعلق ایک مراسلہ دفتر سچ کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ افسوس اور ندامت ہے، کہ مراسلہ مذکور سرسری طور پر نظر سے گزرنے کے بعد، ایڈیٹر کی بے احتیاطی سے کہیں ضائع ہو گیا۔ صرف اتنا یاد رہ گیا ہے، کہ حضرت الوہیت کی جانب "شاطرانہ" اور "استادانہ" کے انتساب پر اعتراض تھا۔

یہ دیکھ کر خوشی ہوئی، کہ حضرت الوہیت سے متعلق ادب و احترام کا جذبہ سچ کے پڑھنے والوں میں موجود ہے، اور جن الفاظ سے شائبۂ اہانت بھی پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے، اس پر ٹوک دینے کی جرأت بعض قلوب میں قائم ہے۔ فالحمد للہ۔ بے شبہ ہر سچے مسلمان کو اس باب میں ایسا ہی متشدد ہونا چاہیے لیکن اس جذبہ کی داد دینے کے باوجود، افسوس ہے، کہ اعتراض سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بار بار، اور صراحت کے ساتھ، اپنی جانب خدع، مکر، کید، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر "اضلال" و "ازاغت" کو اپنی جانب منسوب کیا ہے، مثلاً ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد، وغیرہ وغیرہ مقامات۔ مثلاً نسوا اللہ فانسٰہم وغیرہ۔ ان تمام مواقع پر مترجم مجبور ہے، کہ الفاظ قرآن کو انہیں الفاظ میں، یا ایسے ہی جو بھی زبان میں ان مفہومات کے لیے موجود ہیں۔ "مکر" کا ترجمہ "تدبیر" سے کرنا، ترجمہ میں تحریف ہوگی۔ چنانچہ ہر مترجم نے مجبوراً ترجمہ میں وہی الفاظ استعمال کیے ہیں، جو کانوں کو گوارا نہیں، لیکن صحت ترجمہ کے لحاظ سے بجز ان کے چارہ ہی نہ تھا۔ سورۂ نساء رکوع ۲۰ میں ایک جگہ منافقین کے مقابلہ میں اپنی جانب "خدع" کی نسبت فرما کر ارشاد کیا ہے "وہو خادعہم"۔ شاہ عبدالقادر اس موقع پر اپنی ذات کے لیے "دغا" کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور شاہ ولی اللہ و شاہ رفیع الدین "فریب" کا لفظ لاتے ہیں۔ آیۂ کریمہ ان کیدی متین میں "کید" کا ترجمہ اکثر حضرات مترجمین نے "داؤ" سے کیا ہے، مثلاً شاہ عبدالقادر، مولانا امیر علی، (صاحب مواہب الرحمن) و مولانا ڈپٹی نذیر احمد، اور شاہ رفیع الدین لفظ "مکر" کرتے ہیں۔ ان الفاظ کے مقابلہ میں "شاطرانہ چال" اور "استادانہ ترکیب" کے الفاظ شاید زیادہ سخت تو نہیں کہے جا سکتے۔ "م"

ہندوستانی ذہنیت اور ایک مصری

پچھلے اگست میں، رائٹر کا جو فتنہ انگیز تار، دمشق سے، مدینۂ منورہ پر نجدیوں کے ہاتھ سے گولہ باری کی بابت موصول ہوا تھا، اس پر ہندوستان کے بعض حلقوں میں جو شورش، ناسمجھی کے ساتھ برپا ہوئی، اسکا حال سب پر ظاہر ہے۔ اس شورش کی بابت بیرون ہند کے مسلمانوں کا کیا خیال ہے، اسکا اندازہ مصر کے ایک قومی کارکن کے اس خط سے ہوگا جو انہوں نے ڈاکٹر انصاری صاحب کے نام کچھ روز ہوئے روانہ فرمایا، اور جو کرانیکل کی پچھلی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ مکتوب نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے ہندوستان کے اخبارات نیز آپ کے عنایت نامہ سے یہ معلوم کر کے بڑی ہی حیرت ہوئی، کہ آپ کے ان حضرات کی نجدیوں کے ہاتھوں بے حرمتی کی بابت غلط افواہیں سن کر ایک خاص شورش و ہنگامہ برپا ہو گیا ہے..... اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ ہمیں فاسق کی لائی ہوئی خبر کو قبول ہی نہ کرنا چاہیے، جس سے ہم کوئی نادانی کی حرکت کر بیٹھیں اور بعد کو شرمندہ ہوں۔

لیکن مسلمانان ہند نے بالکل یہی کیا، حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یورپی پریس ہماری قوم کا کس قدر دشمن ہے۔ حیرت ہے کہ آپ لوگوں کو اب تک یہ نہیں خبر، کہ جنگ کے زمانہ میں جھوٹے پروپیگنڈا کی بناء پر کتنا زیادہ کام لیا گیا۔ جب یہ امر معلوم تھا، کہ ابن سعود کے پاس بیرونی دنیا کو پیام بھیجنے کا تقریباً کوئی ذریعہ نہیں، اور پھر جب یہ بھی ظاہر تھا کہ وہ تار، ریوٹر نے دمشق سے دیا تھا، جو عرب میں برطانوی مقاصد کی اشاعت کا بڑا مرکز ہے، تو ایسی حالت میں مسلمانان ہند سے — ان مسلمانوں سے جو شروع جنگ کے وقت سے، تحفظ خلافت میں اپنی بہترین خدمات، اور تنظیم و اخوت اسلامیہ کی بناء پر سارے مسلمانان عالم کی نظروں میں نیکنام و ممدوح رہتے چلے آئے ہیں، — یقیناً اس کی توقع نہ تھی، کہ وہ ایسے عقل و ہوش سے کام لیں گے کہ ہم سب کے سب بڑے دشمن کے بہکانے میں آ بیٹھیں۔ کاش اب بھی ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیوں کی آنکھیں کھل جائیں!" "م"

قارون

(از عبدالماجد)

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی آج سے کئی ہزار سال قبل کا زمانہ ہے، مگر اس زمانہ میں بھی یہی زمین تھی اور یہی آسمان، یہی رات اور یہی دن، یہی انسان تھا اور انسان کی سرکشی اور بدکاری تھی، اور اسکی گرانباری۔ جب حضرت موسیٰ کا زمانہ تھا، انہیں کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوا، جسکا نام قارون تھا۔ بنی اسرائیل اسوقت مظلوم و محکوم تھے۔ فرعون اور اس کی حکومت کے پنجہ غضب میں گرفتار تھے۔ فبغیٰ علیھم[1]۔ لیکن جیسا اکثر ظالم و غاصب حکومتوں کا دستور ہے، کہ رعایا کے بعض افراد کو ضرور اپنی جانب توڑ لیتے ہیں، اور انھیں کے ہاتھوں ان کے ہم قوموں پر اپنے قانون کو نافذ کرتے ہیں۔ فرعونی گورنمنٹ نے قارون کو بھی جاہ و منصب، دولت و ثروت کی طمع دلاکر اپنی جانب کر لیا، اور قارون، قوم فروش و دشمن ملت بن کر، ان ظالموں سے جا ملا۔ فرعون نے اُسے ایک بلند مرتبہ حکومت پر سرفراز کیا، اور قارون نے اپنے جاہ و مرتبہ پر مغرور ہو کر خود اپنی ہی قوم کی غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ سخت کرنا شروع کر دیا۔

وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۔ قارون کی اس غدارانہ قوم فروشی و خود غرضی کی کوئی یہ وجہ نہ تھی کہ اُسے اپنی قوم سے کسی زیادتی کا بدلہ لینا تھا، یا اسے اپنی قوم سے کوئی واجبی شکایت تھی، بلکہ محض اس لیے کہ مال و ثروت کا خزانہ اس کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حفاظت و نگہداشت کے لیے اس کو ایک زبردست جماعت ملازمین رکھنا پڑا تھا۔ آج بھی یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے، کہ جو لوگ بڑے سرمایہ دار ہوتے ہیں، انھیں اپنے سرمایہ کے حساب کتاب کے لیے محرروں، منشیوں، اور سیاہہ نویسوں، اور تحویلداروں کا ایک پورا عملہ رکھنا ہوتا ہے، اور خزانہ کی حفاظت کے لیے پہرہ داروں کا ایک زبردست گارد مقرر کرنا پڑتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت دنیا کے اس پہلے سرمایہ دار قارون کے ساتھ پیش آئی، اور وہ اپنے کثیر اثاثات کے ساتھ شب و روز بس سرمایہ داری ہی کے انتظام میں لگا رہتا تھا۔ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۔ اُسکی قوم اور برادری میں سب سے نیک بندے بھی تھے۔ ان بچاروں نے بار بار سمجھایا، کہ چند روزہ دولت اور فانی سرمایہ پر یہ شیخی اور غرور اور یہ فخر اور اترانا، بجز جہل و خود سری کے کچھ نہیں۔ اللہ نے جو نظام قدرت قائم کیا ہے، اس میں اس شیخی و غرور کی کہیں گنجائش ہی نہیں۔ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا[2]۔ اس نظام عالم میں زر و دولت کی غرض صرف اس قدر رکھی گئی ہے، کہ عالم ناسوت میں جبتک کسی کو اس کا مصرف بنایا جاتا ہے، اُسکا فرض یہ ہونا چاہیے، کہ وہ خالق زندگی کی اس دولت کو مادی زندگی کی راحت کا ذریعہ بنائے، اور یہی حد آج کی دولت محض تن آسانی کا ذریعہ بنانے کے لیے ہے، اور اسکے سوا کوئی اور فرض و غایت نہیں۔ وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ جب دولت و ثروت کے متعلق یہ فطری قانون سمجھ میں آگیا، تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ ایک یا چند اشخاص کے پاس سرمایہ کا جمع رہنا بالکل ناجائز ہو گا، بلکہ دولت کو عام انسانوں میں منقسم ہوتے رہنا چاہیے۔ دولت کو تقسیم عام سے روک لینا، اور اسے چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں جمع رکھنا فطرت کے قانون سے بغاوت کرنا، اور زمین کی کائنات کو تہ و بالا کرنا ہے۔ نظام سرمایہ داری کے معنی ہی یہ ہیں کہ مختلف اشخاص اور مختلف جماعات کے درمیان رشک و حسد، نفاق و مخالفت، عداوت و دشمنی کے جذبات بڑھیں، اور زمین سے اللہ کا قائم کیا ہوا امن اٹھ جائے۔ یہ صورت فساد و بدامنی ہرگز منشاء الٰہی کے موافق نہیں۔ اور نہ ایسے مفسدوں اور سرمایہ داروں کے لیے پروردگار عالم کی قائم کی ہوئی حکومت میں کوئی گنجائش ہے۔

قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۔ وہ بڑا سرمایہ دار اپنے زمانہ کے نیک بندوں کی یہ ساری تقریریں سنتا، اور انکے جواب میں حقارت کے ساتھ کہتا کہ یہ لغو ہے۔ کیسی تقسیم دولت، اور کیسا اشتراک جائداد، کیسی زکوٰۃ اور کیسے صدقات۔ میں نے یہ جو کچھ حاصل کیا ہے، اپنی قوت بازو سے اپنی ذاتی کوشش سے، اپنی واقفیت و تجربہ کاری سے، اس میں کسی کا کیا احسان، اور میں اپنے ذاتی علم و واقفیت کے نتائج میں آخر قوم کو کیوں شریک کرنے لگا؟ میں معاشیات کے ایک ایک نکتہ سے واقف ہوں، مالیات کے قانون کا ماہر ہوں، علم تجارت و تحصیل دولت کے طریقوں کا استاد ہوں، میں آخر اپنی تدبیروں سے جمع کیے ہوئے خزانہ کو کیوں خواہ مخواہ دوسروں پر تقسیم کرنے لگوں؟ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۔ قارون کو معاشیات کے قانون جاننے اور مالیات کے اسرار پر واقف ہونے کا غرہ تھا، لیکن وہ بیچارہ فطرت کے قوانین سے ناواقف تھا۔ اُس غریب کو اسکا احساس ہی نہ تھا کہ اُس سازِ فطرت نے زر و سرمایہ کا کیا مقصد رکھا ہے، اور وہ اس بڑی جہالت کی بناء پر وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر تھا کہ اُس سے پہلے دنیا میں اور بھی بڑے بڑے مہاجن، بڑے بڑے کوٹھی والے، بڑے بڑے ماہر مالیات و اقتصادیات گزر چکے ہیں، لیکن چونکہ فطرت کے قائم کیے ہوئے حدود سے آگے بڑھنے لگے، اس لیے دم کے دم میں ملیا میٹ کر دیے گئے، بنکوں کے دیوالے نکل گئے، کمپنیاں ٹوٹ گئیں، کاروبار میں ٹوٹا پڑ گیا، اور بڑے بڑے چکر اور نفع خیز ادارے دیکھتے رہ گئے۔ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ اور اس قسم کے مجرموں کو جب کبھی سزائیں دی جاتی ہیں، تو ان سے صلاح و مشورہ

---

[1] کان عاملا لفرعون علی بنی اسرائیل فکان یبغی علیھم ویظلمھم وقال قتادہ بغیٰ علیھم بکثرۃ المال (بغوی) طلب الفضل علیھم وان یکونوا تحت امرہ او تجبر علیھم (وظلمھم قیل وذلک حین ملکہ فرعون علی بنی اسرائیل (بیضاوی)

[2] نصیبک من الدنیا ہو ان تعمل فیھا لآخرتک ... ولا تترک حظک من الدنیا ... (بغوی) ... حصہ ... دنیا کا صالح ... (شاہ ولی اللہ) ... (شاہ عبد القادر)

کرکے اُن سے پوچھ گچھ کرکے قسمیں دی جاتیں - ان مجرموں کی زندگیاں خود زبان حال سے ان کے جرائم اور خطاکاریوں کو ظاہر کرتی رہتی ہیں، اسلیے ان سے زیادہ سوال وجواب کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اور سزا کا نفاذ چشم زدن میں ہو جاتا ہے۔

فخرج علیٰ قومہ فی زینتہ - آج ہمارے ملک کے جن افراد کو کوئی بڑا منصب حکومت مل جاتا ہے تو وہ اپنی سادہ معاشرت کو چھوڑ کر فوراً فرعونی پُرتکلف و مصنوعی معاشرت اختیار کرلیتے ہیں۔ جس مسند وشاہی حج ہائیکورٹ، جس وزیر سو بہ جس کلکٹر، جس ڈپٹی کلکٹر کو ذرا گمراہ دیکھا جائے گا، نظر فوراً اسکے انگریزی لباس، انگریزی وضع قطع، انگریزی کوٹھی، انگریزی برتن اور دنیا کی آرائشوں پر پڑیگی۔ تعلقدار بھی اسی سارے کی نقل اختیار کیے اور اپنے زمانہ کی تمام آرائشوں اور تکلفات سے اپنے تئیں گھیر کر اپنی قوم پر اپنی بڑائی اور خوشحالی کا سکہ بٹھانا چاہا۔ قال الذین یریدون الحیوٰۃ الدنیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم - آج ہمارے بھائی بند کس کثرت سے ایسے ہیں، جنکی نگاہیں سامان آرائش وتکلف کی جگمگاہٹ سے خیرہ ہو جاتی ہیں - ایسے ہی کمزور ایمان والے اُس وقت بھی تھے، جنکی نگاہوں میں دنیوی زیب وزینت کی وقعت وعظمت رچی ہوئی تھی - اس جماعت نے جب قارون کے جاہ وحشم، ساز وسامان، اور شاہانہ ٹھاٹھ کو دیکھا، تو لگے اُسکی حالت پر رشک کرنے، اور آپس میں کہنے کہ دیکھو تو، قارون کی خوش نصیبی! ہم ہی میں سے تھا، لیکن آج اسے کیا اعزاز ومرتبہ حاصل ہے، آج اسے کیسی دولت وثروت نصیب ہے، آج کیا کیا لاجواب سامان عیش اُسکے پاس ہے!

وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحاً - البتہ وہ قلیل طبقہ جس کی نظر آج سے زیادہ عمل پر رہتی ہے جو فطرت کے قانون کو سمجھے رہتا ہے، جو نظم کائنات کی غرض سے بیگانہ نہیں ہوتا، وہ جس طرح ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے، اُس زمانہ میں بھی تھا۔ اُس نے اپنے بھٹکے ہوئے بھائیوں کو فہمائش کی، کہ استغفراللہ، یہ کیا نادانی کے خیالات ہیں، یہ عہدہ و مرتبہ، جاہ وزر کی چند روزہ چمک دمک، کون سی قابل رشک ہوسکتی ہے! دولت ایمان رکھنے والوں، اور اپنے ایمان وعقیدہ کے مطابق اپنی زندگی کے ڈھالنے والوں کو تو ساری نظر کارساز فطرت اور اُسکی کارفرمائیوں پر رکھنی چاہیے، اپنا سارا بھروسہ اُسی کے لطف ونوازش پر جمانا چاہیے، اور ہر قسم کی اُمیدیں، اُسی بڑے دربار اُسی بڑی سرکار سے وابستہ رکھنا چاہیے۔ ولا یلقٰہا الا الصابرون - البتہ وہ سب سے بڑی دولت ہاتھ نہیں آتی جب تک صبر نہ کیا جائے، اسکے لیے تو صبر وانتظار کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کو اپنی خواہشات نفسانی کو دبانا پڑتا ہے، نفس کی غلامی ترک کرنا ہوتی ہے، یہ شے طبیعت پر شاق گزرتی ہے - مگر ان دشواریوں کا خوگر اور ان سے مانوس ہونا پڑتا ہے، اسکے بعد پھر لازوال دولت اور غیر محدود نعمت ہاتھ آجاتی ہے، جس سے جلد بازی اور بےصبری کرنے والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

فخسفنا بہ وبدارہ الارض - خدائی قانون سے مسلسل بغاوت، اُسکی فطرت کی مخالفت، اور جہالت کی ضد کا جو نتیجہ ہمیشہ، ہر جگہ، اور ہر حال میں آخرکار ظاہر ہو کر رہتا ہے، وہی قارون کو بھی پیش آیا، کہ وہ خود مع اپنے مکان ومال، اپنے خزانہ وسرمایہ، اپنے بینک اور اپنی کوٹھی کے لیا میٹ ہو کر رہ گیا - آج بڑے بڑے کروڑپتی، بڑے بڑے بینکوں کے ڈائرکٹر، بڑے بڑے مہاجن، بڑی بڑی کمپنیوں کے مالک چشم زدن میں دیوالیے ہو کر رہ جاتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ حیرت انگیز وعبرت انگیز تیزی کے ساتھ قارون اور وہ سب اس خاک تک مل کر رہ گیا۔ فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین - اور جب وہ نیست ونابود ہونے لگا، تو کوئی اُسکے کام نہ آیا، نہ اُسکے پہرہ دار، نہ خزانچی، نہ اُسکی کمپنی کے حصہ دار، نہ اُسکی بستی کے دوسرے ساہوکار - اُس نے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے پروردگار کے مقابلہ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا، پس فطرت کی ساری قوتوں نے اُسکا ساتھ چھوڑ دیا، نہ کوئی اُس کی مدد کو آیا، نہ کسی نے اس کی فریاد سنی، اور نہ کوئی اُسے بچا سکا، اُسکی ساری قابلیت، ساری مہارت فن معاشیات اور ساری قدرت اصول مالیات، سب دھری کی دھری رہ گئی، اور رب السمٰوات والارض کے مقابلہ میں یہ کوئی سہارا اُسکے کام نہ آسکا۔

واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکأن اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر، لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا، ویکأنہ لا یفلح الکافرون - اتنا بڑا سخت، عبرتناک، دردناک واقعہ، اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اب اُن لوگوں کی بھی آنکھیں کھلیں، اور وہی لوگ جو ذرا پہلے قارون کی دولت وجاہ پر رشک کر رہے تھے، اب لگے آپس میں کہنے، کہ خوشحالی وبدحالی، آمدنی کی زیادتی و کمی یہ سب کارساز عالم کی مرضی کے تابع ہے، وہی سب کی ضرورتوں کا اندازہ داں ہے، وہی اپنی مصلحت سے جسکو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے، یہ خوب ہوا کہ ہم قارون کے شریک کار نہ تھے، اور یہ بھی خدا ہی کا احسان ہے، جس نے ہمیں بچالیا تھا ورنہ آج ہم بھی اسی کے ساتھ لیا میٹ ہو چکے ہوتے، ہمارا بھی اسی کی طرح صفحۂ ہستی سے خاتمہ ہو چکا ہوتا! واقعی ناشکروں، منکروں، سرکشوں، اور فطرت سے بغاوت کرنے والوں کو آخری اور مستقل کامیابی وسربرزی کبھی بھی نہیں ہوتی، اگرچہ ہوتی ہے تو بس وہی ناپائیدار عارضی، فوری اور ہنگامی، جسے ذرا بھی قیام وثبات نہیں!۔

تلک الدار الاٰخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین - یہ تو ایک فرد واحد کا قصہ تھا، اس بیان سے مقصود ایک فرد کی ذاتی سرگزشت سنانی نہیں، بلکہ اس عام حقیقت، اس وسیع قانون کو پیش کرنا منظور ہے، کہ آخری کامیابی، دائمی، ابدی سرور کی زندگی صرف انہیں لوگوں کے نصیب میں آسکتی ہے، جو اس زمین پر اپنی بڑائی نہ چاہیں، دوسروں کا ملک اپنے ملک میں، دوسروں کا مال اپنے مال میں، شامل کرلینے سے باز رہیں۔ دوسروں کے منصبوں وجائداد، دوسروں کے جاہ ومرتبہ پر رشک وحسد نہ کریں، اور ساتھ ہی اسکے اللہ کی بتائی ہوئی سیدھی سادی معاشرت کو چھوڑ کر اُن طریقوں کو رائج نہ کریں، جو روئے زمین پر لازمی طور سے رشک وحسد، نفاق وفساد پھیلائیں، اور اللہ کے حکم کیے ہوئے امن کی جگہ بدامنی وبدنظمی، انتشار واختلال کو لارہے ہیں۔ حسن انجام، صرف متقیوں لوگوں کا انعام ہے، جو دنیا میں پرہیزگار رہے، جو اللہ اور اُس کی شریعت سے ڈرتے رہے، جنہوں نے فطرت کی قائم کی ہوئی حدود سے باہر قدم نہ رکھا، اور جنہوں نے زر پرستی وسرمایہ داری کے فتنہ کے پھیلانے میں کوئی مدد نہ دی۔

بس ہے کوئی، جو اس سچے واقعہ، اور اس سچی نصیحت سے عبرت پکڑے؟

لہ شفقت وجہالت باہم ایسے ہی لفظ عرب میں ... الثقیفۃ ... الاول ... جاہل

خون کی پیاس۔ (پہلا منظر)

۱۹۰۸ء۔ "اگر بدقسمتی سے جنگ شروع ہو گئی تو موجودہ حالات میں انگریزی بیڑہ کا اور سب سے پہلے جرمن بیڑہ کا تباہ ہو جائیگا قبل اسکے کہ فریق ثانی کو اخبارات سے جنگ چھڑنے کی خبر بھی معلوم ہو"

(سر جان فشر۔ امیر البحر۔ بحری برطانیہ)

۱۹۱۱ء۔ "اگر جنگ شروع ہوتے وقت میرے اختیار میں حکومت کی باگ ہوئی تو میرے احکام حسب ذیل ہونگے: جنگ کا دارومدار سختی پر ہے۔ جنگ میں اعتدال و احتیاط حماقت ہے۔ پس پہلے مارو، خوب مارو، اور جہاں پاؤ مارو"

(لارڈ فشر۔ امیر البحر بحری برطانیہ)

۱۹۱۱ء۔ "ہیگ کانفرنس کے سامنے بیرا یہ کہنا تو شاید مبالغہ آمیز معلوم ہو کہ میں اسیران جنگ کو گرفتار ہوتے ہی گولی سے اڑوا دونگا، اور مفتوحین کو ان کے مکانات میں جلوا دونگا…… تاہم دشمن کے کسی طبقہ رعایا کے ساتھ کسی طرح کی رعایت و اعتدال برتنا سخت ترین حماقت ہے…… جب جنگ چھڑ گئی تو بس فیصلہ قوت شمشیر پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہمارا مطمح نظر یہی ہو اور جہان فراخ ہے۔ وسعت یہی ہے۔ البتہ دنیا پر بھی اس امر کو ظاہر کر دینا چاہیئے کہ ہم دوران جنگ میں کیا کیا کر گذرینگے" (ایضاً)

۱۹۱۲ء۔ "جرمنی کو جس وقت بھی موقع ملیگا وہ حملہ کر کے رہیگا…… اور اسکا یہ فعل بجا طور پر قابل داد ہوگا۔ ہر قوم جو تاریخ میں اپنا نام کرنا چاہتی ہے اسکا طریق یہی ہوتا ہے اور یہی ہونا چاہیئے…… آخر خود اتنی بڑی سلطنت برطانیہ کس ذریعہ سے وجود میں آئی؟ جنگ سے، جنگجوئی اور ملک گیری سے!"

(لارڈ رابرٹس، سپہ سالار افواج برطانیہ)

یہ اقوال جنگ ٹائمز لندن کی ایک تازہ اشاعت میں نقل ہوئے ہیں۔ کیا انکے پڑھ لینے کے بعد بھی یہ حسن ظن قائم رکھنا ممکن ہے کہ برطانیہ کو جنگ و خونریزی سے طبعی نفرت ہے اور گذشتہ جنگ میں اسے صرف اسوقت شرکت کی جب جرمنی نے اسے بالکل ہی مجبور کر دیا تھا!

خون کی پیاس (دوسرا منظر)

"کال کا نمونہ اوپر گذر چکا۔" "مال" کے اندازہ کے لیے نیچے کی سطریں ملاحظہ ہوں۔ ۱۹۱۴ء سے لیکر ۱۹۱۸ء (سال آغاز جنگ) تک ہر بڑی سلطنت نے اپنے ہاں کے محکمۂ افواج بری و بحری پر جو بے اندازہ دولت صرف فرمائی اور ہر ایک نے اپنے حریفوں پر جس طرح بازی لیجانی چاہی، اسکے اعداد حسب ذیل ہیں:۔

برطانیہ نے	۱۰۹۶۷,۰۰۰,۰۰۰	پونڈ کی رقم صرف کی۔		
روس	"	۹۱۰۱,۰۰۰,۰۰۰	"	"
جرمنی	"	۶۷۳۹,۰۰۰,۰۰۰	"	"
امریکہ	"	۶۳۰۱,۰۰۰,۰۰۰	"	"
فرانس	"	۹۳۰۴,۰۰۰,۰۰۰	"	"
آسٹریا	"	۳۳۰۶,۰۰۰,۰۰۰	"	"
اٹلی	"	۲۸۸۶,۰۰۰,۰۰۰	"	"
جاپان	"	۱۹۱,۰۰۰,۰۰۰	"	"

اگر ان رقموں کو ہندوستانی سکہ میں لانا ہے تو ہر رقم کو پندرہ سے ضرب دینا چاہیئے، جس سے پونڈ روپیہ میں تبدیل ہو جائیں گے۔

"م"

مُحرم اور اسلام

نمبر (۲)

علمائے فرنگی محل

استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، عشرہ محرم الحرام میں تعزیہ داری کرنا یعنی تعزیہ بنانا اور مجلس عزا کرنا، مرثیہ یا کتاب پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔…

قمرین محمد باقر خوشنویس ساز از محلہ تحصیل، لکھنؤ

ہو المصوب۔ صورت مسئولہ میں تعزیہ داری کرنا باتفاق علماء اعلام حرام و گناہ کبیرہ ہے، اور تعزیہ داری سے تشبہ بالکفار لازم آتا ہے۔ جو افعال مشرکین اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں، وہی تعزیہ دار بھی کرتے ہیں……

اور دوسری وجہ اس بدعت کی حرمت پر و گناہ کبیرہ ہونے کی یہ ہے کہ یہ بدعت شنیع بین المسلمین اور قبیح عند العالمین ہے۔ پس جو چیز مسلمانوں میں قبیح ہو بس وہ چیز گناہ کبیرہ ہے۔ جیسا کہ شرح وقایہ باب قبول الشہادۃ و عدمہ میں اور شرح نقایہ میں اور عینی نے شرح کنز میں اسکی تصریح کی ہے اور فتاویٰ بزازیہ فصل بیان محرمات میں اور فتاویٰ محمد شاہی میں بھی تصریح موجود ہے پس تعزیہ داری کے متعلق حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں، در عشرہ محرم ساختن ضرائح و صورت وغیرہ درست نیست الخ۔ اور حضرت خاتم الفقہاء رحمۃ المحدثین مولانا محمد حسین …… نے اپنے فتاویٰ میں اور جناب الماجد مقبول بین رفیع المقدار شیخ محمد مولانا علی محمد…… نے اپنے فتاویٰ میں تعزیہ داری کے مسئلہ کو مبسوطہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور جناب برادر صاحب مولانا الحاج الحافظ مولوی محمد عبدالحی صاحب اپنے مجموعہ فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں…… مرثیہ خوانی بھی ناجائز ہے…… اور عشرہ محرم میں عورتوں اور مردوں کو ترک زینت و لذائذ مثل سوگواروں کے کرنا بھی ناجائز ہے…… اور عشرہ محرم میں علم بنانا، سبز و سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے اور سانچی و مہندی حضرت قاسم کی کرنا بھی درست نہیں ……شیخنا و شیخ الکل مولانا محمد عبدالرزاق صاحب قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ مسمی بہ امید شفاعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے نیزوں پر بجائے سروں کے لیموں اور ترنج رکھکر کوچہ و بازار میں پھرتے تھے اور واویلا کرتے تھے، اور چھرا تلوار اٹھاکر بجاتے تھے، اور اپنے سروں پر گرد اور گھاس اٹھاکر ڈالتے تھے، دنیا بھی انکی تباہ ہوئی اور آخرت تو ہوئی چکی تھی الخ…… اور حاضری حضرت عباس کی کرنا اور دوسری مزخرفات شیعہ عشرہ محرم میں کرنا درست نہیں…… واللہ اعلم بالصواب

العاصی محمد عبدالهادی الانصاری (فرنگی محل)

فی الواقع تعزیہ داری نقلاً، جیسا کہ مجیب علام نے لکھا ہے اور عقلاً ممنوع ہے؛ کیونکہ تعزیہ کو یا شبیہ حضرت امام حسین علیہ السلام سمجھتے ہیں تو اسکے اجزاء کو علیحدہ کرنا گویا اعضائے امام علیہ السلام کو علیحدہ کرنا ہے العیاذ باللہ۔ یا شبیہ مزار مبارک تو بھی توڑنا اسکا گویا کہ روضۂ مبارک کو منہدم کرنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ توہین بمقام امام علیہ السلام کے ساتھ کیا یزید نے بھی کرنا چاہا تھا وہی سب کچھ یہ کہ امام علیہ السلام تو نہیں پاتے ہیں مجبوراً شبیہ بنا کر وہی افعال کرتے ہیں، تعجب ہے کہ اس پر بھی دوستی کا نام و دوستی رکھتے ہیں…… العاصی محمد عبدالعزیز عفی عنہ فرنگی محلی (مہر)

(باقی پر صفحہ ۰)

صبح امید

(از مولانا عبد الرحمن ندوی)

بظاہر یہ عالم اور اس عالم کے تمام واقعات بے جوڑ، بے لگاؤ اور بے ترتیب معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی پچھلا واقعہ کسی اگلے واقعے سے متعلق نہیں ہوتا۔ حالانکہ حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے، اور ہمارے سامنے آنے والی تمام چیزیں ایک قاعدہ، ایک ضابطہ، ایک آئین، اور ایک قانون کی ماتحت ہو رہی ہیں۔ جاہے گرو وجود میں آنے والے واقعات ہمیشہ اپنے نتائج سے پیشتر اپنے اسباب رکھتے ہیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے قصور علم کے باعث ان اسباب کا ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہر موقع پر اپنے میں اس کی طاقت پاتے ہیں کہ ہر نتیجہ کے یقینی اور قطعی اسباب گن سکیں۔ البتہ کثرت سے نتائج کی تحقیقات کرنے کے بعد اس امر کا یقین ضرور ہو گیا ہے کہ جیسا بظاہر معلوم ہوتا ہے واقعات عالم اسکے برعکس مربوط جڑے ہوئے اور ایک دوسرے سے مسلسل لگے ہوئے ہیں۔ ہر عمل اپنے بعد نتیجہ رکھتا ہے اور ہر کام اپنے بعد پھل دیتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا، جزا و سزا اور بدلہ اور لگاؤ کا طریقہ صرف اشخاص و افراد ہی کے عمل پر نہیں موقوف ہے بلکہ قوموں اور جماعتوں کے حالات پر بھی اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ قوموں اور جماعتوں کے حالات میں تو ان قوانین کا اثر اور عمل اور بھی زیادہ نمایاں اور واضح ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات ایک قوم کے بیسیوں جزئیات تک دوسری قوم کے حالات سے مل جاتے ہیں اور انھیں حالات کو دیکھکر وہ لوگ جنکے دل بینا اور جنکی روحیں زندہ ہیں، قوموں کے حالات اور تبدیلیوں کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم جابجا اکثر پرانی قوموں کے تذکرے کے بعد ہم کو متنبہ کرتا ہے "ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار"۔ ان بیانات میں اہل کشتی کیلیے سوچ بچار کا موقع ہے۔ قرآن کریم نے ان قوموں کے حالات اور ان میں تبدیلی و انقلاب پیدا ہونے کے شرائط و آثار اس تفصیل کے ساتھ بتا دیے ہیں کہ ہر غور کرنے والا آدمی ایمان کی روشنی میں اپنے سامنے کی قوموں کا مستقبل پرانی قوموں کے ماضی کے آئینہ میں دیکھ سکتا ہے۔ اور اسی بنیاد پر ہم باوجود ہر گونہ بے سروسامانی اور یاس و ناامیدی کے اپنے محبوب وطن ہندوستان کی آزادی کا کامل اور راسخ یقین اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ انھیں تفصیلات کے ذیل میں قرآن کریم نے ہمیں ایک طے شدہ قاعدہ بتایا اور آج تاریخ کی روشنی میں ہم اسکی تکمیل دیکھ رہے ہیں۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ واقعی خدا اپنے وعدوں میں سچا اور بالیقین ان لوگوں کی امداد کرتا ہے جو اسکی امداد کے لیے اپنے کو پیش کرتے ہیں۔ پروردگار عالم جب اپنی مہربانیوں اور عنایتوں سے کسی قوم کو سرفراز کرتا ہے اور کسی سرزمین کی نگہبانی کی خدمت اسکے سپرد کرتا ہے تو جب تک وہ قوم نگہبانی کے فرض کو بخوبی انجام دیتی ہے اس منصب پر سرفراز رہتی ہے۔ لیکن جب وہ فرض سے منہ پھیر کر اپنی ہی عیش و آرام کی بہم رسانی میں مشغول ہو جاتی ہے اور اپنی قوت و طاقت کو عیش و آرام ہی میں خرچ کرے اور دوسروں کی طاقت مانگ کر ملک و زمین کی نگہبانی میں صرف کرے، تو یقینی ہے کہ وہ قوم جلد اس منصب سے محروم کر دی جائیگی اور کوئی دوسری جماعت جو خدا کے کام کو بہتر طریقہ پر انجام دیگی، لائی جائیگی۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے "یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم" - اے مسلمانو اگر تم میں کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو پھر خدا ایک ایسی قوم کو لائے گا کہ خدا ان سے محبت کرتا ہوگا اور وہ خدا سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مسلمانوں کے لیے نرم ہونگے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

اس آیۂ کریمہ میں یہ حکم ارتداد کے لیے رکھا گیا ہے، اور آج ہمارے ملک میں جو معنی ارتداد کے سمجھے گئے ہیں شاید اسی ذہنیت کا لحاظ کرتے ہوئے ناظرین کو اس آیت کے معنی کی تعیین پر وقت ہو۔ اس لیے ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ بیشک اس آیت سے دو آیت پیشتر اہل ایمان کو یہود و نصاریٰ کی موالات سے بشدت منع کیا گیا ہے اور دکھلایا گیا ہے کہ جن لوگوں کے دل کھوٹے ہوتے ہیں وہ ان اعداء الٰہی یہود و نصاریٰ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور پھر اس موالات سے منع کرنے کے بعد موالات کرنے والے اور مرتد ہو جانے والے اشخاص کو اس قانون سے ڈرایا گیا ہے۔ اگر یہ قانون نہ ہوتا تو ہم مرتد سمجھتے کہ کمزور ہوکر اور سیاسی اقتدار کھوکر یہود و نصاریٰ کی موالات خریدنا یقیناً ارتداد کی ایک شکل ہے۔ اور اسی ارتداد پر اس اعلان شدہ نتیجہ کا ظاہر ہونا ضروری تھا۔ اس قسم کے ارتداد اور نتیجہ کے مرتب ہونے کی واضح مثال موجودہ شریف کا خاندان اور آل سعود کا معاملہ پیش کرتا ہے کہ کس طرح اول نے موالات کی مثال پیش کی، اور کس طرح کارساز قدرت نے ایک مضبوط اور پختہ ارادہ رکھنے والی قوم کو ظاہر کیا کہ وہ خدا کی اس بخشی ہوئی اور انتخاب کردہ زمین کو پھر ایک بار مطلع انوار کردے۔ مدینہ منورہ کے مفتوح ہونے کی خبریں آ چکی ہیں، اور آل سعود کے عزائم و ارادوں کا ایک طرح سے اعلان ہو چکا ہے۔ انھیں چند لمحوں میں آپ نے جن جن تمام اخباروں میں جس ڈر اور خوف کا اظہار کیا گیا ہے اور جس طرح عالم اسلامی کی بیداری کے اندیشے سے اضطراب دکھلایا گیا ہے، کیا آپ کی نگاہ سے وہ مخفی ہے؟ کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم کو آل سعود کی محبت کا دعوے نہیں اور نہ ہم ان کے خیالات کو شدت و سختی سے خالی جانتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ دیکھتے ہیں وہ تسلط عرب سے مغربی اقتدار کی وہ کالی گھٹائیں چھٹتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عرب کی سرزمین پر ایک مدت سے چھائی ہوئی ہیں اور اس ظلمت مغربیت اور استبداد سیاسی کی تاریکی کے اندر سے صبح امید کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ بشرطیکہ الٰہی روشنی سے مستفید ہونے کو ہم اپنے ہاتھ آزاد کر رکھیں۔ اور یہ بات جب ہی ممکن ہے کہ ہم اپنے ملک میں حکومت کے نظام کو کامل استحکام اور مضبوطی کے ساتھ قائم کریں اور عزم و ارادہ رکھیں کہ ہم اس نظام عالی کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کی خدمت کا وہ عظیم الشان فرض انجام دینا چاہتے ہیں جو قدرت نے ہمارے ذمہ رکھا ہے۔ لیکن آہ کہ ہندوستان کے غلام ہوتے ہوئے اس تحمل کی تکمیل محال ہے۔ ہم اگر اسکو ممکن بنانا چاہتے ہیں تو ہندوستان کی آزادی کا کام ہمیں پہلے انجام دینا ہوگا۔

چرخہ مصر میں

ڈاکٹر انصاری صاحب نے اپنی تازہ سیاحت کے دوران میں مشاہیرِ مصر سے چرخے کے فوائد پر تفصیلی گفتگو کی تھی، اور اس کی سیاسی، معاشی، و مذہبی خوبیوں کو اُن کے ذہن نشین کیا تھا، روئی کی کاشت مصر کے ایک بڑے رقبہ میں ہوتی ہے، اور مصری روئی خاص طور پر مشہور ہے - ایسی حالت میں مصری روئی کا باہر چلا جانا، اور مصر والوں کا ولایتی کپڑا استعمال کرنا ویسا ہی قابلِ شرم و افسوس ہے، جیسا کہ ہندوستان میں ولایتی کپڑے کا استعمال - ڈاکٹر انصاری صاحب کی گفتگو، معلوم ہوتا ہے، اہلِ مصر پر موثر ثابت ہوئی ہے - چنانچہ وہی مصری نامہ نگار جس کی عبارت کا اقتباس اوپر گزر چکا ہے، ڈاکٹر صاحب والے خط میں لکھتے ہیں:-

"مجھے امید ہے، کہ آپ جو چرخہ بھیجنے کا وعدہ کر گئے تھے، اُسے بہت جلد پورا کریں گے، اور چرخہ چلانے کی مفصل ہدایات سے بھی مطلع کریں گے - میں نے اسکے لیے یہاں زمین تیار کر لی ہے، اور بےچینی کے ساتھ چرخہ کا منتظر ہوں، آپ مصر پر بڑا احسان کریں گے، اور یہاں کے کاشتکار طبقہ کو اس سے بڑی مدد مل جائے گی - براہِ کرم چرخہ فوراً روانہ فرمایئے، پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں"

گرٹ نے اس مراسلہ پر جو ایڈیٹوریل نوٹ دیا ہے، اُس سے معلوم ہوا کہ مصر میں جو قومی پارٹی حزب الوطن کے نام سے قائم ہے، اسکے بعض مشاہیر ارکان، بہت سی قابلِ زراعت زمین کے مالک ہیں، اور ان حضرات نے چرخہ اور کھدر کے کام کو وسیع پیمانہ پر شروع کرنے کا وعدہ کیا ہے - خدا انکے ارادوں میں برکت نصیب کرے -

"م"

مولوی برکت اللہ بھوپالی

اس اصلاح کا ذکر ایک سے زائد بار ان صفحات میں آ چکا ہے، ابھی اس کا ایک ہی نمبر شائع ہونے پایا تھا، کہ حکومتِ برطانیہ نے اسے فنا کرنے کی ٹھان لی - اسکے ایڈیٹر مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی فرانس میں مقیم تھے، برطانوی حکومت نے فرانس سے انکے خلاف مخبری کی، اور اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئی - یعنی مولوی صاحب کو فرنچ پولیس نے فوراً گھیر لیا، اور اُنکے ساتھ اس پوری ذلت و رسوائی کے برتاؤ کے بعد، جو عموماً صرف مجرموں کے ساتھ روا رکھی جاتی ہے، چند گھنٹوں کے اندر انھیں اپنے ملک سے خارج کر دیا - الزام یہ لگایا گیا کہ مولوی صاحب فرانس میں رہ کر بالشویک خیالات کی اشاعت کرتے، اور فرانس کے خلاف جذبات کو بھڑکاتے ہیں - حالانکہ مولوی صاحب نے اپنے پرچے میں صرف دو جگہ فرانس کا ذکر کیا تھا، اور دونوں جگہ تعریف ہی کی تھی - لیکن یہ احتیاط نا کام ثابت ہوئی، اور صورت کو سرحدِ فرانس چھوڑنے کے علاوہ، اپنے پرچے کی اشاعت بھی سردست بند کر دینی پڑی - مولوی صاحب کی ساری عمر جلا وطنی میں گزری ہے - بیچارے وطن کی شکل دیکھے ہوئے انھیں مدتیں گزر چکیں - وہ ترکی، افغانستان، جاپان، ترکستان، جرمنی، امریکہ، انگلستان، فرانس وغیرہ میں سالہا سال رہے ہیں - فرانس کے حدود سے باہر نکالا جانا، امید ہے، انھیں زیادہ گراں نہ گزرا ہوگا - اللہ پاک اس مجاہد کو صبر دے، اور اسکے مراتبِ روحانی میں ترقی نصیب کرے - البتہ فرانس، اور دوسری یورپی طاقتوں کو بھی انتقام کی گھڑی سے غافل نہ رہنا چاہیے - یہ انتقام برکت اللہ اور انکے ہم وطن بےشک نہیں لے سکتے، لیکن وہ ہستی یقیناً انتقام پر قدرت رکھتی ہے، جو دور برطانیہ، اور مجلسِ اقوام، سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے - گرہاں گرفت بہت دیر میں ہوتی ہے، لیکن بہت سخت بھی ہوتی ہے - بیکناہوں کی آہ، بےقصوروں کی فریاد، بیکسوں کا صبر کبھی بالا بالا نہیں جاتا - مظلوموں پر جو گزرتی ہے گزر جاتی ہے، لیکن جن ہاتھوں سے گزرتی ہے، اُنکی گردنوں کا بوجھ قیامت تک ہلکا نہیں ہو سکتا - ع

برگردنِ او بماند و بر ما بگذشت

خود مولوی برکت اللہ کی لکھی ہوئی داستان نمبر ۱۸ - دسمبر کے گرٹ میں شائع ہوئی ہے، اور پڑھنے اور سوچنے کے قابل ہے -

"م"

سچ کی پہلی جلد

سنہ ۲۵ء کی چند مکمل جلدیں، دفتر میں رکھ لی گئی تھیں، اب سرورق طبع کرا کے اُن کی جلد بندی کرائی گئی ہے - جو اصحاب چاہیں منگالیں - قیمت ۴ روپے

سنہ ۲۵ء کے کچھ متفرق پرچے بھی موجود ہیں - اگر کسی صاحب کو درکار ہوں تو ایک آنہ فی پرچہ کے حساب سے منگالیں.

نمبر ۴۷، ۱۱، نمبر ۱۵ اور نمبر ۳۰ کا کوئی پرچہ موجود نہیں ہے اور نمبر ۵، ۱۲، ۱۷، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶ اور نمبر ۲۹ کے صرف چند ہی پرچے ہیں - جن اصحاب کی فرمائش پہلے وصول ہوگی اُن کو بھیجدیے جائیں گے۔

مہتمم اخبار سچ لکھنؤ

(بقیہ صفحہ ۵)

واقعی صورتِ مسئولہ میں تعزیہ بنانا مطلقاً گناہ ہے، اور نیز مرثیہ پڑھنا جس میں کہ جھوٹ و افترا ہے جیسا کہ عموماً آجکل کے مرثیوں میں ہوتا ہے، اور نیز کتاب پڑھنا بھی ناجائز ہے اگر اس میں کوئی امر خلافِ شرع ہو یا مشتمل دروغ و کذب پر ہو

واللہ اعلم — العفیر محمد عنایت اللہ (فرنگی محلی)

صح الجواب — محمد برکت اللہ (فرنگی محلی)

صح الجواب — محمد قائم (فرنگی محلی)

(رسالہ ہدایت الاعلام فی ترک اشاعت و اعلام صفحہ ۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴)

"م"

کیشت پندرہ روپیہ یا زائد کی خریداری پر نصف محصول معاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یکشت بیس روپیہ کی خریداری پر پورا محصول معاف

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

آردو میں!

اردو میں!!

تصوف

یادگار روحانی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت
الفیض الربانی و فیض الرحمانی۔ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جنکو سنکر لاکھوں مسلمان ہوگئے۔ قیمت
مرصاد العباد۔ حضرت خواجہ نجم الدین کبری نے سلوک و حقیقت کے بیان میں لکھی۔ قیمت
سیر الاولیا۔ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز۔ قیمت
اکسیر ہدایت۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے۔ قیمت
عزیز القلوب امام غزالی کی وہ کتاب جس میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان اور سہل کتاب و سنت درج ہے۔ قیمت
ہشت بہشت۔ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا۔ قیمت
کشف المحجوب۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بداتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے۔ قیمت
مکتوبات مجدد الف ثانی۔ اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو۔ قیمت
مقاصد السالکین۔ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے۔ قیمت
تصوف اسلام (از مولوی عبد الماجد بی اے) جس میں اکابر اولیا کی تعلیمات پر تبصرہ کرکے اسلامی تصوف کا عطر کھینچا ہے۔ قیمت
نفحات الانس۔ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے۔ قیمت
تذکرۃ الاولیا۔ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جسکے مطالعہ سے ہزاروں سالہا دل بدل گئے۔ قیمت
حالات مشائخ نقشبندیہ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات۔ قیمت
تذکرہ اولیائے ہند۔ اسمیں تمام سلسلوں کے ہندوستانی اولیا کرام کے حالات مقامات وغیرہ ہیں۔ قیمت
روضۃ القیومیہ (۴ جلد) مجدد الف ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد نقشبند ثانی و محمد زبیر اور انکے خاندان و خلفا کے حالات۔ قیمت
کتاب الشفا۔ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں۔ قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون۔ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں۔ قیمت
مقدمۂ تاریخ ابن خلدون ۲ جلدوں میں الگ بھی جو اہر پارہ۔ قیمت
تاریخ اسلام۔ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا عطر پیش کیا ہے۔ قیمت
تاریخ الحرمین۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات اور خانہ کعبہ، مسجد نبوی کی تاریخ جو اسکی تاریخ۔ قیمت
تاریخ عرب۔ ملک عرب کی جغرافیہ و تاریخ، عربی قوم کا قدیم تمدن انکی علیم الشان فتوحات، ترقیات و اختراعات۔ قیمت
حالات عراق عرب و عمان۔ وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں۔ قیمت
تاریخ ایران۔ ساسانیوں اور ہندو زرتشتوں کے قدیم ملک کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے۔ قیمت
تاریخ مصر۔ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دار الخلافت تھا۔ قیمت
تاریخ مغرب۔ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک عربی نسخہ سے کیا گیا ہے۔ قیمت
تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ۔ شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومتیں جہاں اسوقت امیر عبد الکریم برسر جنگ ہیں۔ قیمت
مسلمانان اندلس۔ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ اسکی جامع تاریخ ہے۔ قیمت
خلافت موحدین۔ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات۔ قیمت
تاریخ ہندوستان (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ از شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم۔ قیمت
نیرنگ افغان۔ ہندوستان کی ہمسایہ اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ۔ قیمت
حکومت اورنگ زیب۔ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ۔ مؤلفہ نواب مرزا ارجمند جنگ پنشن حیدرآباد دکن۔ قیمت
اخبار الاندلس۔ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلدوں میں۔ قیمت
مولدین۔ اسپین کے مسلمانوں کے آخری دور کی تاریخ۔ قیمت

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی۔ لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ رسول کی قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے۔ قیمت
اسوۂ حسنہ۔ سیرۃ رسول میں ایسی جامع کتاب جس سے بہتر نہیں ہو سکتی ہے۔ قیمت
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب } مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارۂ سیرۃ رسول۔ قیمت
اسلام۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی کتاب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی۔ قیمت
سیرۃ النبی۔ مولانا شبلی کی مشہور کتاب۔ قیمت جلد اول، حصہ جلد دوم، جلد سوم
رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی سیرت النبی جس میں دلائل و حقائق درج ہے۔ قیمت
اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل قدر مرقع۔ قیمت
سیر الصحابیات۔ ازواج مطہرات و بنات طاہرات اور اکابر صحابیات کے سوانح و مذہبی، اخلاقی و علمی کارنامے۔ قیمت

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ امری	ذی النورین	جنید بغدادی
سیرۃ مصطفیٰ	ابو الحسنین	ذکر غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ الحبیب	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفیٰ	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ صدیقہ	سوانح عمر فاروق
معجزات مسلم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امت کی مائیں	الصدیق
سیر الانبیا	الزہرا	سلطنت عثمانیہ
خاتم النبیین	خاتون جنت	البرامکہ
پیغمبر اعظم	بنات رسول	سیرۃ عباس
ذکر مبارک	سیرۃ حسین	حضرت حسین
تذکرۃ الانبیا	ابو ایوب انصاری	
ازواج الانبیا	سیرۃ بلال	البیرونی
سیرۃ الصدیق	سیف اللہ	سوانح عمری
صدیق اکبر	خالد بن ولید	الم سلم
امین	سیرۃ عمر بن عبد العزیز	ابن رشد
الفاروق	سیرۃ عثمان	
سیرۃ الفاروق	سیرۃ الفاطمی	

(ایڈیٹر۔ عبد الماجد اسحاق علی علوی پرنٹر و پبلشر نے الناظر پریس واقع ۳۲ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا)